تقریر

تقریر بابت رمضان المبارک
وقت 5-7منٹ

ماہِ رمضان اور روزہ کی اہمیت، فرضیت، فضیلت اور برکات

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے فرمودات وارشادات کی روشنی میں)

(تقریر نمبر3)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ(البقرہ:188)

اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر (کے ظہور) کی وجہ سے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے تمہارے لئے ممتاز ہو جائے۔ پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔ اور ان سے ازدواجی تعلقات قائم نہ کرو جبکہ تم مساجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے ہو۔ یہ اللہ کی حدود ہیں پس ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ اپنی آیات لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ:

”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمر ہمت کس لیتے اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور گھر والوں کو جگاتے۔“

(صحیح البخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب العمل فی العشۃ الاواخر من رمضان، حدیث نمبر:2024)

مجھ سے بھی تو کبھی کہہ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّه
روح بیتاب ہے روحوں کو بلانے والے
اِس طرف بھی ہو کبھی، کاشفِ اَسرارِ م، نگاہ
ہم بھی ہیں ایک تمنا کے چھپانے والے

سامعین کرام آئیں! حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشادات کی روشنی میں رمضان و روزہ کی فضیلت، فرضیت اور اہمیت کو سنتے ہیں۔

رمضان کی راتوں کو دعاؤں کے تیروں سے دشمن کا مقابلہ کرو

سامعین! رمضان میں دعاؤں کو بہت اہمیت حاصل ہے اور ہم احباب جماعت نے انہی دعاؤں کے تیروں سے دشمن کا مقابلہ کرنا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہم اُن قوموں میں سے نہیں ہیں جو بزدل ہوتی ہیں اور مقابلے سے پیچھے ہٹ جاتی ہیں ہم ہر چیلنج کا جواب دیں گے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) اور ہر حملہ کا سامنا کریں گے۔ لیکن ہمارے ہتھیار اَور ہیں اور حق کے مخالفوں کے ہتھیار اَور ہیں۔ ان کا طرزِ کلام اَور ہے اور ہمارا طرزِ کلام اَور ہے۔ ان کی لحن مختلف ہے اور ہماری لحن مختلف ہے۔ وہ عناد اور بغض کی آگ جلانے کے لئے نکلیں گے تو ہم محبت کے آنسوؤں سے اس آگ کو بجھائیں گے۔ وہ دنیا کے تیر چلا کر ہماری چھاتیوں کو برمائیں گے اور ہم راتوں کو اٹھ کر گریہ وزاری کے ساتھ دعاؤں کے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے۔ **پس اے احمدی! اِس رمضان کو فیصلہ کُن رمضان بنا دو، اس الٰہی جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ۔ مگر تمہارے لئے کوئی دنیا کا ہتھیار نہیں ہے۔ دنیا کے تیروں کا مقابلہ تم نے دعاؤں کے تیروں سے کرنا ہے۔ یہ لڑائی فیصلہ کن ہو گی لیکن گلیوں اور بازاروں میں نہیں بلکہ**

مسجدوں میں اس لڑائی کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ راتوں کو اٹھ کر اپنی عبادت کے میدانوں کو گرم کرو اور اِس زور سے اپنے خدا کے حضور آہ و پکار کرو کہ آسمان پر عرش کے کِنگرے بھی ہلنے لگیں۔ مَتٰی نَصۡرُ اللّٰہِ کا شور بلند کر دو۔ خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے سینوں کے زخم پیش کرو، اپنے چاکِ گریبان اپنے رب کو دکھاؤ اور کہو کہ اے خدا!

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے میرے پیارے آج
شور محشر تیرے کوچہ میں مچایا ہم نے

پس اِس زور کا شور مچاؤ اور اِس قوّت کے ساتھ مَتٰی نَصۡرُ اللّٰہِ کی آواز بلند کرو کہ آسمان سے فضل اور رحمت کے دروازے کھلنے لگیں اور ہر دروازے سے یہ آواز آئے: اَلَآ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ، اَلَآ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ، اَلَآ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ: سنو سنو کہ اللہ کی مدد قریب ہے، اے سننے والو! سنو کہ خدا کی مدد قریب ہے، اے مجھے پکارنے والو! سنو کہ خدا کی مدد قریب ہے اور وہ پہنچنے والی ہے۔"

(خطبہ جمعہ 24/ جون 1983ء، خطبات طاہر جلد دوم صفحہ 349)

خدا سے خدا کو مانگنے کی دعا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

"اس رمضان میں اپنے خدا سے خدا کو مانگنے کی دعا کریں۔ اگر تم نے خدا سے خدا کو مانگ لیا تو تم نے سب کچھ مانگ لیا"

فرمایا:

"آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے ہر مشکل کا علاج اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور ہر آگ کو ٹھنڈا کرنے کا نسخہ عشق الٰہی کی آگ ہے اور عشق الٰہی کی یہ آگ رمضان میں خوب بھڑکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس مہینہ کا رمضان نام ہی اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی تپش پائی جاتی ہے۔ اللہ کی محبت جولانی دکھاتی ہے ایک خاص گرمی کی لپیٹیں اس سے آتی ہیں اس لئے یہ بہت ہی مبارک مہینہ ہے۔ (الحکم جلد نمبر 5 نمبر 27 مورخہ 24 جولائی 1901 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود زیر آیت شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن) ہمیں سنبھالنے اور پناہ دینے کے لئے عین وقت پر آیا ہے اس لئے بہت دعائیں کریں اور خاص طور پر اپنے رب سے اس کی محبت مانگیں، اللہ کی رضا تلاش کریں اس سے التجا کریں کہ اے خدا! ہم تیری رضا پر راضی ہیں۔ جو بھی تیری رضا ہے ہمارے لئے ٹھیک ہے لیکن ہم بہر حال تیری پناہ میں آتے ہیں۔ ہمیں لپیٹ لے۔ ہمیں چھپا لے، ہماری کمزوریوں۔ یوں سے پردہ پوشی فرما، ہماری غفلتوں کو دور فرما دے اور ہماری پناہ بن جا، ہمارے لئے قلعہ بن جا جس کے چاروں طرف تو ہی تو ہو اور دشمن ہم تک نہ پہنچ سکے جب تک تجھ پر حملہ آور ہو کر نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر یہ ہو جائے تو ہم نے گویا اپنی زندگی کا مقصد پا لیا۔ جس کو خدا مل جائے اس کو پھر اور کیا چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ 17/ جون 1983ء، خطبات طاہر جلد دوم صفحہ 338)

رمضان کا سب سے بلند مقصد اور اعلیٰ پھل۔ اللہ کا مل جانا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے رمضان المبارک کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"جو رمضان کا سب سے بلند مقصد اور سب سے اعلیٰ پھل ہے وہ یہ ہے کہ اللہ مل جاتا ہے...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اے رسول! یعنی رسول کا نام تو نہیں مگر مخاطب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ (وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ) جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں، (عَنِّیۡ) میرے بارے میں، (فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ) تو میں قریب ہوں۔ اِس دعا میں جس کی طرف اشارہ ہے یہاں دنیا کی ضرورتیں پوری کرنے کا کوئی حوالہ نہیں۔ (وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ) یعنی جب میرے بندے مجھے ڈھونڈتے پھریں، مجھے چاہتے ہوں اور تجھ سے پوچھیں کیسے ہم اپنے رب کو پالیں تو اس وقت یہ نہیں فرمایا فَقُلۡ اِنِّیۡ قَرِیۡبٌ تو ان سے کہہ دے اِنّ اللّٰہَ قَرِیۡبٌ۔ کہ اللہ قریب ہے یا میں قریب ہوں۔ فوری جواب ہے (فَاِنِّیۡ قَرِیۡب)۔ قریب والا بعض دفعہ دوسرے کا حوالہ بھی نہیں دیتا، کسی دوسرے کو یہ نہیں بتائے گا کہ اس کو بتا دو کہ میں قریب ہوں۔ تو اِس میں سوال کرنے والے کی نیت کے خلوص کا ذکر ہے۔ اگر واقعۃً کوئی اللہ کو چاہتا ہے تو

اے رسولؐ جب بھی وہ تجھ سے پوچھے گا میں اُس کو سن رہا ہونگا۔ مجھے بتانے کے لئے اس وقت تیرے حوالے کی ضرورت نہیں۔ (اِنِّیْ قَرِیْبٌ) میں تو ساتھ کھڑا ہوں، رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ لیکن (اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ)۔ میں پکارنے والے کی دعوت کو سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔ یعنی میرا شوق رکھتا ہو، دنیا طلبی کی خاطر نہ میں یاد آؤں۔ یہ عجیب منظر ایک کھینچا گیا ہے (اِذَا دَعَانِ)۔ جس کا رمضان میں آپ کو زیادہ دیکھنے کا موقع ملے گا، بہت ہی دل کش منظر ہے۔ کئی لوگ ہیں جنہوں نے زندگیاں وقف کر دیں، جنگلوں میں ڈھونڈتے پھرے، اللہ اللہ پکارتے پھرے اور پھر بھی ان کو اللہ نہیں ملا۔ کئی لوگ ہیں جو بعض دفعہ بے اختیار ہو کر اللہ کہتے ہیں تو اللہ ان کو مل جاتا ہے۔۔۔۔۔ (فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ) ان پکارنے والوں کا فرض ہے کہ میری بات بھی تو مانا کریں۔ مجھے اس طرح نہ پکاریں جیسے نوکروں کو پکارا جاتا ہے۔ جب ضرورت پیش آئے آواز دو وہ کہے گا حاضر سائیں! ۔ ایسے بندے جو میری باتوں کی طرف دھیان دیتے ہیں جو میری باتوں کے اوپر عمل کرتے ہیں وہ پہلے میرے بندے بنتے ہیں پھر جب وہ پکاریں گے تو ان کو جنگلوں میں جانے کی ضرورت نہیں رہتی جہاں بھی پکاریں گے (اِنِّیْ قَرِیْبٌ) میں ان کے پاس ہونگا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/ دسمبر 1997ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"...سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خدا کی خاطر خدا کی عبادتوں کی توفیق مانگنے کے لئے سب سے عظیم مہینہ رمضان کا مہینہ ہے۔ کیونکہ اس مہینے کے تعلق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ) اگر تجھ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو کہہ میں قریب ہوں... رمضان کی بات ہو رہی تھی تو کہو میں دور کہاں ہوں، اب تو میں بہت قریب اتر آیا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بہت سی احادیث میں بالکل یہی مضمون بیان فرمایا ہے کہ جیسا قریب رمضان میں خدا آتا ہے ویسا قریب نہیں آتا... اب دیکھیں کتنے لوگوں کے واقعۃً خدا قریب آگیا ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو سارا سال سوائے جمعہ کے کوئی نماز نہیں پڑھتے یا جمعہ بھی نہیں پڑھا کرتے تھے، رمضان میں یا جمعہ شروع کر دیتے ہیں یا باقی نمازیں بھی شروع کر دیتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کا یہ اعلان رمضان کے تعلق میں کتنا مناسب حال ہے کہ تم میں سے بہت سے تھے جن سے میں دور تھا یعنی تم نے مجھے دور رکھا ہوا تھا۔ رمضان میں میں ان کے بھی قریب آجاؤں گا۔ پس رمضان میں مجھ سے دعائیں کرو۔ مجھ سے مدد مانگو تو تمہاری مشکل آسانی میں تبدیل ہو جائے گی..."

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19/ جنوری 1996ء)

سامعین! حضورؒ رمضان کی برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"پس اس پہلو سے آپ کو مَیں متوجہ کرتا ہوں کہ رمضان کی یہ برکتیں جو لوگوں نے جو دن کو عبادت کرتے تھے راتوں کو نہیں اٹھا کرتے تھے ان برکتوں نے انہیں راتوں کو اٹھنا بھی سکھا دیا۔ انہیں خدا کے حضور وہ اطاعت اور فرمانبرداری کی توفیق بخشی جو عام دنوں میں نصیب نہیں تھی۔ رمضان نے گناہوں سے بچنے کی ایک بہت بڑی توفیق عطا فرمائی جو وقت کے لحاظ سے مشروط ہی سہی مگر توفیق ضرور ملی۔ وہ لوگ جو اپنی بد عادتوں کو چھوڑنے پر کسی طرح آمادہ نہیں ہوتے یا چھوڑنے کی طاقت نہیں رکھتے ایک محدود وقت کے لئے جو سحری سے لے کر افطار تک چلتا ہے مجبور ہوتے ہیں، ان باتوں سے رکے رہتے ہیں تو رمضان نے سہارا دیا ہے، رمضان نے آپ کو نیکی کے کاموں پہ چلنے کے لئے وہ سوٹا مہیا کر دیا جس کی ٹیک لگا کر آپ رفتہ رفتہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اسے چھوڑ نہ دیں بالکل۔ لولوں لنگڑوں کی طرح پھر وہیں نہ بیٹھ رہیں جہاں بیٹھتے ہوئے اپنی عمر ضائع کی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7/ فروری 1997ء)

روزہ سے محروم رہتے ہوئے روزہ کی استطاعت مانگنا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

"پس روزے سے محرومی کے نتیجے میں اگر درد دل ہو تو ایک بہت ہی اعلیٰ نشان ہے اس بات کا کہ واقعۃً تمہاری روزوں سے محرومی تمہیں ثواب سے محروم نہیں رکھے گی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ ایسے درد دل والے کو عام روزہ رکھنے والے کے ثواب سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے... جبکہ حیلہ جو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شے نہیں۔"

”جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتاہے مگر اس کے دل میں نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش! مَیں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہیں رکھے گا۔“

(خطبہ جمعہ 26/جنوری 1996ء)

رمضان میں روزے نہ رکھنے والے تصوّر بھی نہیں کرسکتے کہ وہ کن نیکیوں سے محروم ہیں

سامعین! بعض لوگ روزے کو بالکل کوئی اہمیت نہیں دیتے اور اُن کے نزدیک روزہ رکھنے سے نقصان ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”رمضان المبارک میں جو لوگ روزے نہیں رکھتے وہ تصوّر بھی نہیں کرسکتے کہ وہ کن نیکیوں سے محروم رہ گئے ہیں۔ چند دن کی بھوک انہوں نے برداشت نہیں کی۔ چند دن کی پابندیاں انہوں نے برداشت نہیں کیں اور بہت ہی بڑی نعمتوں سے محروم رہ گئے اور پہلے سے اَور بھی زیادہ دنیا کی زنجیروں میں جکڑے گئے کیونکہ جو رمضان کی پابندیاں برداشت نہیں کرتا اس کی عادتیں دنیا سے مغلوب ہو جاتی ہیں اور وہ درحقیقت اپنے آپ کو مادہ پرستی کے بندھنوں میں خود جکڑنے کا موجب بن جایا کرتا ہے۔ یہ لوگ دن بدن ادنیٰ زندگی کے غلام ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد اگر چاہیں بھی تو پھر ان بندھنوں کو توڑ کر آزاد نہیں ہوسکتے اس لئے یہ بھی ضروری فیصلہ ہے کہ رمضان کی چند دن کی پابندیاں بشاشت اور ذوق و شوق سے قبول کی جائیں... تم یہ پابندیاں اختیار کر کے دیکھو گے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ اِس کے فائدے لامتناہی ہیں۔ چند دن کی سختیاں بہت وسیع فائدے ایسے چھوڑ جائیں گی کہ سارا سال تم ان چند دنوں کی کمائیاں کھاؤ گے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15/اپریل 1988ء)

جب بھی رمضان آئے اِسے روزوں سے بھر دیا کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جماعت کو متنبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”پس اس فتنے کی فکر کرو جو تمہارے گھروں میں ہو رہا ہے تمہارے بچوں کی صورت میں رونما ہو رہا ہے۔ تمہارے احوال کی صورت میں رونما ہو رہا ہے اور اس کو دور کرنے کے لئے الصلوٰۃ والصوم دو ہی چیزیں ہیں۔ نمازوں سے گھر کو بھر دو اور جب رمضان کے مہینے آیا کریں اور ویسے بھی اپنے گھروں کو روزوں سے بھر دیا کرو۔ ہر قسم کے فتنے سے نجات پاؤ گے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/دسمبر 1997ء)

اعتکاف

سامعین! دیکھیں یہاں حضورؒ نے کس قدر خوبصورتی سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کا ذکر فرمایا ہے اور یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ اعتکاف کے دوران خاموشی سے کیوں عبادت کرنی چاہیے۔

حضورؒ فرماتے ہیں:

”اب مسند احمد بن حنبل کی ایک حدیث جو حضرت ابن عمرؓ ہی سے مروی ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ رمضان میں جو اعتکاف ہوا کرتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے اعتکاف بیٹھتے تھے وہ کون سی دُنیا تھی جس میں ڈوبا کرتے تھے۔ رمضان میں جب تیزی آتی تھی، اجود ہو جاتے تھے وہ کیا قصہ تھا۔ یہاں ایک جھلکی ہمیں نظر آتی ہے اس بنا پر کہ بعض لوگ اعتکاف میں ذرا اونچی تلاوت کرتے تھے اُن کا اونچی تلاوت کرنا ہم پر ہمیشہ کے لئے احسان ہو گیا کیونکہ اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کا حال، اس کی ایک جھلک دکھائی دی۔ یہ وہ باتیں تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاید ازخود اپنے متعلق نہ بیان کرتے مگر ان لوگوں نے مسجد میں جو تھوڑا سا ایک قسم کا ہلکا سا شور یعنی وہ بھی شور ایسا جو تلاوت کا شور ہے وہ بلند کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تخلیہ میں مخل ہو گئے جو آپ کا اور اللہ کا تخلیہ تھا۔ اس لئے مجھے یہ حدیث بہت پیاری لگتی ہے کیونکہ ان لوگوں کی تلاوت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نصیحت فرمائی اور اب بھی ہماری مسجدوں میں شاید اس کی ضرورت پیش آئے مگر اصل بات جو ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت کا ایک منظر، ایک جھلکی ہم نے اس حدیث میں دیکھ لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا۔ آپ کے لئے کھجور کی خشک شاخوں کا حجرہ بنا دیا گیا...رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرہ ایسا تھا کہ وہاں باقاعدہ ایک خیمہ سا بنایا گیا یعنی ایک جھونپڑی سی بنائی گئی اور اردگرد کافی دور تک دوسرے لوگ نہیں تھے۔ ان کی عام عبادتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تخلیہ کی حالت ان پر ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ تو وہ مسجد نبوی چونکہ بہت بڑی تھی اس لئے اصل اعتکاف کا حق

بڑی مسجد میں ادا ہوتا ہے۔ ایسی مسجد میں جہاں چند عبادت کرنے والے ایک دوسرے سے الگ الگ ہوں، ایک دوسرے کے معاملات میں مخل نہ ہوں اور اصل عبادت کا تو وہی مزہ ہے جو ایسے اعتکاف میں کی جائے مگر ہمارے ہاں بھرنے پر زور ہے۔ اس لئے اس دفعہ خواتین میں خصوصیت سے جن خواتین کے متعلق کسی حکمت کی وجہ سے ہم نے سمجھا کہ ان کو یہاں نہیں بیٹھنا چاہئے، مسجد میں گنجائش ہونے کے باوجود اُن کو جگہ نہیں دی گئی۔ یہ عین سنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے کہ یہ نہیں تھا کہ اگر صحابہؓ چاہتے تو ساری مسجد معتکفین سے بھر سکتے تھے مگر ایسا نہیں کیا گیا اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اجازت کا کیا نظام جاری تھا مگر کچھ نہ کچھ ضرور نظام جاری ہو گا جس کے تابع بعض لوگوں کو توفیق ملتی تھی اور بعضوں کو نہیں ملتی تھی۔ کھجوروں کا ایک حجرہ سا بنایا گیا، ایک جھونپڑی بنائی گئی۔ ایک رات ایسی آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر جھانکتے ہوئے فرمایا نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے قرآت بالجہر اس طرح نہ کیا کرو کہ گویا دوسرے بھی سن سکیں۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر، حدیث نمبر:5349)

تو یہ فرض ہے ہر حجرے والے کا جو اعتکاف بیٹھتا ہے کہ اس کے اندر کی آوازیں باہر نہ جائیں یہاں تک کہ تلاوت بھی باہر نہ جائے۔ حالانکہ تلاوت تو کسی عبادت کرنے والے کی راہ میں حائل نہیں ہونی چاہئے کیونکہ عبادت اور تلاوت در حقیقت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تلاوت کی آواز بھی باہر نہ جائے کہ دوسرے معتکفین کی راہ میں حائل ہو کیوں ایسا فرمایا... اپنے حجرہ سے باہر دوسروں کی طرف نکل کے آئے یعنی چل کر باہر گئے ہیں۔ صاف پتا چلتا ہے کہ فاصلہ ہے بیچ میں جو نماز ادا کر رہے تھے ان کی قرآت کی آوازیں بلند تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازی تو اپنے رب ذوالجلال سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے۔"

(مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابة حدیث البیاضی، حدیث نمبر:19022)

(خطبہ جمعہ 23 / جنوری 1998ء، خطبات طاہر جلد 17 صفحہ 66-67)

آخری عشرہ

سامعین! حضور رحمہ اللہ تعالیٰ رمضان کے آخری عشرہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آخری عشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبادات میں اتنی کوشش فرماتے تھے جو اس کے علاوہ دیکھنے میں نہیں آئی۔ تو رمضان میں وہ کوشش کیا ہوتی ہو گی جو عام طور پر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے دیکھنے میں بھی نہیں آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات جو رمضان کے علاوہ ہیں وہ ایسی روایات ہیں کہ ان کو دیکھ کر دل لرز اٹھتا ہے کہ ایک انسان اتنی عبادت بھی کر سکتا ہے۔ ساری ساری رات بسا اوقات خدا کے حضور بلکتے ہوئے ایک سجدہ میں گزار دیتے تھے۔ جس طرح کپڑا انسان اُتار کر پھینک دیتا ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود گرے ہوئے کپڑے کی طرح پڑا ہوتا تھا اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سمجھا کرتی تھیں کہ کسی اور بیوی کے پاس نہ چلے گئے ہوں، تلاش میں گھبرا کر باہر نکلتی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ویرانے میں پڑا ہوا دیکھتی ہیں اور جوش گریاں سے جیسے ہانڈی اُبل رہی ہو ایسی آواز آ رہی ہوتی تھی۔ وہ عائشہ جب گھر کو لوٹتی ہوں گی تو کیا حال ہوتا ہو گا۔ کیا سمجھا تھا اپنے آقا اور محبوب کو اور کیا پایا۔ یہ عام دنوں کی بات ہے، یہ رمضان کی بات نہیں ہے۔ عام دنوں میں یہ پایا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے۔ آپ گواہی دیتی ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری عشرہ میں ایسے وقت آتے تھے کہ ہم نے پہلے کبھی دوسرے دنوں میں نہیں دیکھے۔ ان کیفیات کو بیان کرنا انسان کی طاقت میں نہیں ہے۔ نہ میری طاقت میں ہے نہ کسی اور انسان کی طاقت میں ہے لیکن آپ نے خود ان کیفیات سے کہیں کہیں پردہ اٹھایا ہے اور بتایا ہے کہ مَیں کسی دنیا میں پہنچا ہوا تھا، مَیں کس دنیا میں بسر کرتا رہا ہوں..... یہ وہ دن ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی آسان کر دی جاتی ہے۔ پس ان دنوں سے فائدہ اٹھائیں اور ان دنوں کا حقیقی معنوں میں استقبال کریں۔ ان کو وداع کرنے کے لئے نہ رمضان کا وقت گزاریں بلکہ ان کے استقبال کے لئے اپنے بازو دراز کر دیں، اپنے سینہ کے در وا کر دیں اور پوری کوشش کریں کہ رمضان کی برکتیں ہر طرف سے آپ کو گھیر لیں اور آپ کے اندر اس طرح داخل ہو جائیں جیسے سورج طلوع ہو جاتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 23/ جنوری 1998ء، خطبات طاہر جلد 17 صفحہ 59-60)

فرمایا:

"ایک حدیث مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عمل کے لحاظ سے ان دس دنوں یعنی آخری عشرہ سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے نزدیک عظمت والے اور محبوب اور کوئی دن نہیں ہیں۔"

عمل کے لحاظ سے جو ان دنوں میں برکت ہے ایسے اور کسی عشرہ اور کسی اور دن میں برکت نہیں ہے۔ پس مبارک ہو کہ ابھی کچھ دن باقی ہیں اور یہ برکتیں کلیۃً ہمیں وداع کہہ کر چلی نہیں گئیں۔ آپ ان کا استقبال کریں تو آپ کے گھر اتر کر ٹھہر بھی سکتی ہیں اور یہی حقیقی نیکی کا مفہوم ہے۔ نیکی وہ جو آکر ٹھہر جائے اور پھر رخصت نہ ہو۔"

(خطبہ جمعہ 23/ جنوری 1998ء، خطبات طاہر جلد 17 صفحہ 61-62)

آج جمعۃ الوداع نہیں یہ جمعہ، جمعۃُ الاستقبال ہے

حضورؒ فرماتے ہیں:

"آج جمعۃ الوداع ہے اور مَیں اس جمعہ کو جمعۃُ الاستقبال بنانا چاہتا ہوں۔ یہ فرق ہے دو اصطلاحوں کا جو مَیں کھول دینا چاہتا ہوں۔ بکثرت ایسے لوگ ہیں جن کو اس جمعہ کا انتظار رہتا ہے جمعۃ الوداع کے طور پر اور ایک مَیں ہوں جو کہ سارا سال اس کو جمعۃُ الاستقبال بنانے کی خاطر انتظار کرتا ہوں۔ یہ کیا مسئلہ ہے یہ مَیں کھول کر بات بیان کر دیتا ہوں کہ وہ لوگ جو جمعۃ الوداع سمجھتے ہوئے یعنی اپنے جمعہ کو چھٹی دے دی جائے ہمیشہ کے لئے، نیکیوں کو چھٹی دے دی جائے، روزوں کو چھٹی دے دی جائے، ذکرِ الٰہی کو چھٹی دے دی جائے اور اسے وداع کر دیا جائے، اس نیت سے جو لوگ اس جمعہ میں شامل ہوتے ہیں وہ بکثرت ایسے ہیں، اگر بکثرت نہیں تو ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن کو عام طور پر نہ نمازوں کی توفیق ملتی ہے نہ جمعوں کی توفیق ملتی ہے، نہ ذکرِ الٰہی کی توفیق ملتی ہے، نہ نیک باتیں سننے کا موقع میسر آتا ہے، نہ نیک صحبتوں میں بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔ اُن کے اپنے ہی ہم جولی ہیں، انہی میں پھرتے ہیں، اُن میں وہ ایک آزادی محسوس کرتے ہیں اور اُن کے اوپر اُن لوگوں میں بیٹھنے سے کسی قسم کا دباؤ نہیں پڑتا جو نیکی کی طرف بلانے والے ہوں۔ پس وہ اُن کی طرف بہتے ہیں اور بہتے چلے جاتے ہیں اور یہ ایک جمعہ ہے جس میں اُن کی فطرت نے اُن کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ یہاں نیکی کی خاطر آئیں اور نیک لوگوں میں بیٹھیں۔ پس ان کا ایک ہی سہارا ہے کہ یہ جمعہ آخر گزر ہی جائے گا نا، وداع کا جمعہ ہے جسے ہم نے رخصت کرنا ہے۔ جس طرح بچے "ٹاٹا" کہتے ہیں تو یہ لوگ "ٹاٹا" کرنے آئے ہیں اور اُن کو پکڑنے کا مَیں انتظار کر رہا تھا اس لئے میرے لئے استقبال ہے۔ مَیں ان لوگوں کا استقبال کرتا ہوں اور اس پہلو سے یہ جمعہ میرے لئے جمعہ استقبالیہ ہے۔ مَیں ان کا استقبال کرتا ہوں، سارا سال اس انتظار میں رہتا ہوں کہ یہ آئیں اور کچھ تو نیکی کی باتیں ان کے کانوں میں پڑیں، کچھ تو آنکھیں کھلیں۔"

(خطبہ جمعہ 23/ جنوری 1998ء، خطبات طاہر جلد 17 صفحہ 55-56)

لیلۃ القدر

حضورؒ فرماتے ہیں:

"جو لوگ لیلۃ القدر کے خواہاں ہیں اور لیلۃ القدر کی تلاش میں رمضان کی آخری راتوں میں سعی کرنے والے ہیں ان لوگوں سے میں یہ کہتا ہوں کہ لیلۃ القدر کی جو علامتیں عام طور پر مشہور و معروف ہیں وہ تو ایسی ہیں جو بعض دفعہ اتفاقات سے بھی پیدا ہو جاتی ہیں مثلاً بجلی کی کڑک ہے، ہلکی ہلکی رحمت کی بارش کا ہونا یا دل کی کیفیات کا کسی خاص وقت میں خاص موج میں آجانا اور اللہ تعالیٰ کی خاص محبت کا محسوس کرنا۔ یہ ساری کیفیات ہیں جو مختلف انسانوں انسانوں پر مختلف حالتوں میں طاری ہوتی رہتی ہیں۔ اِس لئے یقین کے ساتھ آدمی نہیں کہہ سکتا کہ جس تجربہ سے وہ گزرا ہے وہ ضرور لیلۃ القدر کا تجربہ تھا لیکن ایک بات میں آپ کو یقین کے ساتھ بتاتا ہوں اگر وہ آپ کو نصیب ہو گئی تو آپ کو لیلۃ القدر نصیب ہو گئی۔ اس آخری عشرے میں جب بھی وہ رات آپ کو د آپ کو ملی جس رات آپ نے اپنے گناہوں سے ہمیشہ کے لئے کلیہ سچی توبہ کر لی اور ایسی توبہ کی کہ پھر آپ لوٹ کر اُن گناہوں میں واپس نہیں جائیں گے تو یقین جانیں کے وہی آپ کے لئے لیلۃ القدر ہے اور وہ ہزار مہینوں سے بہتر رات تھی جو آپ کے اوپر آگئی، اس کے بعد آپ کے لئے کوئی خوف نہیں۔"

(خطبہ جمعہ 20/ مئی 1986ء، خطبات طاہر جلد 5 صفحہ 397)

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی مقبول عبادات کی توفیق دے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)